حاملانِ قرآن

شیخ محمد افضل عمادی

(۳)

(از مولوی محمد عثمان صاحب عمادی بی ایس سی (علیگ)

بیا بحضرتِ قرآں کہ دولتے است عظیم
فروغِ سلطنتش از صفا بہشت نعیم

وقار و جاہ گدایانِ درگہش بنگر — شہانِ بے کمر و خسروانِ بے دیہیم
نظر بہ وحی ازل گوش بر حدیث نبی — قدح کشند ز صہبائے کوثر و تسنیم

شراب لعل لبش خور کہ لطف اوست غفور
مے طہور بپیما کہ فیض اوست کریم

تزکیۂ نفس صوبۂ بہار کے ایک بزرگ، شمس الہدیٰ، دست بوسی کو حاضر ہوئے، یہ نام اتنا روشن تھا کہ حاضرین کے چہرے چمک اٹھے اور امنگیں بڑھ گئیں کہ اولاد کے نام رکھیں تو ایسے ہی رکھیں۔ فرمایا۔ بلکہ نام رکھیں تو ایسے نہ رکھیں، یہ سچ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو احب الاسماء عند اللہ محبوب تھے، اور یہ بھی جھوٹ نہیں کہ جس کا نام "رحمٰن" ہوتا تفاؤل خیر کے لیے اسکو "مہل" سے مخاطب فرماتے، تاہم ایسے اسما جن میں اطرا ہو یا اترانے کی ادا ہو محبوب الی اللہ نہیں ہو سکتے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۔

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے آپکو بڑھاتے ہیں، اپنا تزکیہ اور اپنی تعریف آپ ہی کرتے ہیں، بڑھانا اور قابل تعریف و تزکیہ بنانا تو اللہ ہی کی شان ہے جسے چاہے اس مرتبہ پر فائز کرے، اللہ کی جناب میں لوگوں کو بقدر کھجور کی گٹھلی کے ایک ریشہ کے بھی نقصان اٹھانا نہ پڑے گا۔

مفسرین لکھتے ہیں :۔

وَيَدْخُلُ فِيْ هٰذَا التَّلَقُّبُ بِالْاَلْقَابِ الْمُتَضَمِّنَةِ لِلتَّزْكِيَةِ كَمُحْيِ الدِّيْنِ وَعِزِّ الدِّيْنِ وَسُلْطَانِ الْعَارِفِيْنَ وَنَحْوِهَا ۔

اسی حکم میں وہ لقب بھی داخل ہیں جن سے اپنی تعریف نکلتی ہو مثلاً محی الدین (دین اسلام کو زندہ کرنے والا) عز الدین (دین اسلام کی عزت)، سلطان العارفین (عارفان خدا کا بادشاہ) وغیرہ۔

غرض کہ اس آیت سے تو یہود یا نصاریٰ مراد ہیں، حسن کی روایت میں یہودیوں کا دعویٰ تھا :۔

نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ

ہم ہیں اللہ کی اولاد و احباب

قتادہ کی روایت میں ان مدعین کا اصرار تھا کہ :۔

لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى

بجز ان کے جو یہودی یا نصرانی ہوں بہشت میں ہرگز کوئی اور داخل نہ ہوگا۔

ضحاک کی روایت میں ان کو یہ بھی ادّعا تھا کہ :۔

لَا ذُنُوْبَ لَنَا وَنَحْنُ كَالْاَطْفَالِ وَاِنَّ آبَاءَنَا يَشْفَعُوْنَ لَنَا

ہمیں گناہ سے کیا سروکار، ہم تو بچوں کی طرح معصوم ہیں، ہمارے باپ دادا ہماری شفاعت کریں گے اور ہمیں عذاب سے بچا لیں گے۔

فرمایا۔ اللفظ يتناول كل من زكى نفسه۔ لفظ عام ہے، جو کوئی اپنا تزکیہ کرے، حق ہو یا باطل،

بحق او بباطل من اليهود وغيرهم وكل من

یہودی ہوں یا اور کوئی یہ لفظ سب پر شامل ہے جنہ

ذکوا انفسہم بصلاح او وصفھا بزکاء العمل او بزیادۃ الطاعۃ والتقوی او بزیادۃ الزلفی عند اللہ

اپنی صلاحیت بیان کی یا اپنے اعمال کے بڑھنے، یا کثرت عبادت وتقوی، یا جناب باری میں زیادہ مقرب ہونے کا دعوی کیا، ایسے تمام لوگ اس مفہوم میں شامل ہیں۔

رویت | عرض کی: "الم تر الی الذین یزکون انفسھم"، میں رویت یعنی دیکھنے کا مفہوم ہی رویت بالعین ہی ہوتی ہے، آنکھ ہی سے دیکھ سکتے ہیں، حدیث میں ہے:-

ستروں ربکم کما ترون القمر لیلۃ البدر لا تضامون فی رویتہ

عنقریب تمہیں اپنے پروردگار کی رویت اس طرح حاصل ہوگی جیسے کہ چودھویں رات میں چاند کو دیکھتے ہیں تم اسے بے تکلف دیکھو گے۔

اس بنا پر "الم تر" (کیا تونے نہیں دیکھا؟) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا مقصود ہے، اور جب یہ صورت ہو تو حضرت سے قبل وبعد والوں کے متعلق کوئی حکم اس آیت سے استنباط نہ ہوگا۔

رویت بالعین | فرمایا:- رویت کا تعلق آنکھوں سے بھی ہے، اور یہ متعارف ہے۔

ارءیت الذی یکذب بالدین؟ — کیا تونے اسکو نہیں دیکھا جو دین کو جھٹلاتا ہے؟

ارءیت الذی ینھی عبدا اذا صلی؟ — کیا تو نے اسے نہیں دیکھا جو بندہ کو نماز سے روکتا ہے؟

ان سب میں رویت بالعین ہے اور اسکی مثالیں بے پایاں متداول ہیں:-

رویت بالقلب | رویت کی دوسری قسم رویت بالقلب ہے جو مفید علم ہوتی ہے۔

الم تر الی الذی حاج ابراھیم فی ربہ ان آتاہ اللہ الملک اذ قال ابراھیم ربی الذی یحیی ویمیت قال انا احیی وامیت قال ابراھیم فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بھا من المغرب فبھت الذی کفر واللہ لا یھدی الظالمین۔

وہ کہ اللہ نے اسے ملک دیا تھا کیا تونے اسکو نہیں دیکھا کہ ابراہیم سے پروردگار ابراہیم کے باب میں اس نے حجت کی، ابراہیم نے جب کہا کہ میرا پروردگار تو ہے جو مردہ کو زندہ کرتا ہے اور زندہ کو مارتا ہے اس نے کہا میں زندہ کرنے اور مار ڈالنے پر قادر ہوں، ابراہیم نے کہا اللہ تو وہ ہے کہ آفتاب کو مشرق سے لاتا ہے، تجھے خدائی کا دعوی ہے تو آفتاب کو مغرب سے لا، یہ سن کے کافر مبہوت ہوگیا۔ اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

یہاں "الم تر" میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے، یعنی اے پیغمبر کیا آپ نے نہیں دیکھا۔ مگر یہ واقعہ کے دیکھنے کے لیے مخاطب فرمایا ہے وہ پیش نظر نہیں ہے، بلکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بات ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت پہلے تھے، اس لیے لامحالہ یہ رویت بالقلب ہوگی۔

رویت بالاعتقاد | تیسری قسم کی رویت رہی جو اعتقاد پر مبنی ہو، اللہ اپنے پیغمبر سے خطاب کرتا ہے:۔

لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ۔ — تاکہ اللہ نے تجھ جو دکھایا ہے اسی کے مطابق لوگوں کے درمیان تو فیصلہ کرے

یہاں "دکھانے" سے اعتقادی مراد ہے، حسّ بصر مراد نہیں، اسی طرح "اراک اللہ" کے معنی "اعلمک اللہ" بھی نہیں ہو سکتے، کیونکہ اس صورت میں ازروئے قاعدہ متعدی بسہ مفعول ہونا لازم تھا، اور یہاں متعدی بدو مفعول سے زائد نہیں

رویت بالظن | حدیث میں ہے:۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بدء بالصلاۃ قبل الخطبۃ یوم العید ثم خطب فرُئی انہ لم یسمع النساء فاتاھن ووعظھن۔ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن خطبہ عید سے پہلے نماز عید شروع کی، نماز ہو چکی تو خطبہ فرمایا، ایسا دکھائی دیا کہ عورتیں یہ خطبہ نہ سن سکیں، آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام عورتوں کے پاس آئے اور ان کو وعظ سنایا۔

"فرُئی" (دکھائی دیا) یعنی گمان ہوا، یہاں بھی رویت متعلق بحس بصر نہیں بلکہ نظر بظن و حدس ہے، اور اس معنی میں محدثین کے ساتھ لغویین بھی ہمداستان ہیں۔

رؤیا | عرض کیا:۔ رویت ہی کے اخوات میں رؤیا بھی ہے جس کے معنی خواب کے ہیں۔

يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ — اے میرے بیٹے اپنے رؤیا (خواب) کا قصہ اپنے بھائیوں سے نہ کہنا

ایک دوسری آیت میں ہے:۔

إِن كُنتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ ؟ — اگر تم لوگ رؤیا (خواب) کی تعبیر کرتے ہو ؟

اس ذیل میں اصل طلب مشکل یہ ہے کہ حدیث معراج سے مترشح ہوتا ہے کہ معراج کے مشاہدات بھی رؤیا سے وابستہ تھے۔

معراج بہ بیداری | فرمایا۔ رویا کے ایک معنی رویت کے بھی ہیں یعنی بیداری میں آنکھ سے دیکھنا، راعی کہتا ہے :-

فکبّر للرؤیا وھشّ فؤادہٗ — وبشّر نفسًا کان قبل یلومھا

فکبّر للرؤیا اے للرؤیۃ۔ متنبی کہتا ہے :-

ورؤیاک احلی فی العیون من الغمض

رؤیاک اے رؤیتک۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس — اور جو رویا ہم نے تجھے دکھایا اسکو لوگوں کے لیے محض ایک فتنہ اور آزمائش بنایا۔

تمام مفسرین نے یہاں رویا کے معنی رویت ہی کے لیے ہیں یعنی رویت فی الیقظۃ لا بالمنام۔ اس موقعہ پر مجھے اپنے عزیز بھائی مولوی سعید الحق عمادی بی اے کا ایک شعر یاد آیا جو معراج کے متعلق صاحب معراج سے خطاب ہے۔ کہتے ہیں ؎

اے رفتہ فراز عرش بحالت مارحمے — معراج بہ بیداری اسلام بخواب اندر

مصداق صلاۃ | غیر انبیاء بھی مستحق صلاۃ ہیں یا نہیں، اسکی بحث چھڑی ہوئی تھی، موالف و مخالف اپنے اپنے شواہد پیش کر رہے تھے، مجال کلام کو وسیع ہوتے دیکھ کر فرمایا :- "صلاۃ" کے اصلی معنی "لزوم" کے ہیں، یقال قد صلی واصطلی، ومن ہذا من یصلی فی النار اے یلزم النار۔ ابن ابی اوفی کی روایت میں ہے :-

اعطانی ابی صدقۃ مالہ فاتیت بھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقال اللھم صل علی آل ابی اوفی۔ — میرے والد نے اپنے مال کی زکوٰۃ دی کہ بارگاہ نبوی میں پیش ہو، میں اسے لے کر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں حاضر ہوا، حضرت نے فرمایا اللھم صل علی آل ابی اوفی یعنی اے میرے اللہ ابو اوفی کی آل اولاد پر صلوٰۃ بھیج۔

راعی کہتا ہے :-

صلی علی عزۃ الرحمٰن وابنتھا لیلی وصلی علی جاراتھا الاخر

عدی بن رقاع کہتا ہے :-

صلی الالہ علی امرئٍ ودعتہ واتم نعمتہ علیہ وزادھا

صدر اسلام میں یہی تعامل تھا، بعد کو تہذیب نے تخصیص کر دی کہ صرف انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً حضرت سید الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہ ہی صلوٰۃ کا استحقاق رکھتے ہیں کہ حفظ مراتب و فرق مدارج کا لحاظ قائم رہے۔

دعائے خیر صلوٰۃ جنازہ بھی صلوٰۃ ہے، مگر نماز نہیں، اس پر مکالمہ شروع ہو گیا، ہر ایک کی توجہ کسی نہ کسی توجیہ کی طرف تھی۔ فرمایا: صلوٰۃ کے معنی دعائے خیر کے بھی ہیں، حدیث میں ہے :-

اذا دعی احدکم الی طعام فلیجب فان کان مفطراً فلیطعم، وان کان صائماً فلیصل

تم میں سے کوئی شخص کھانا کھانے کے لئے بلایا جائے تو اس دعوت کو قبول کر لینا چاہئے، اگر بحالت افطار ہو تو کھالے اور اگر روزہ دار ہو تو صلوٰۃ بھیجے۔

صلوٰۃ بھیجنے کے معنی محدثین نے دعا کرنے کے لکھے ہیں، یعنی کھلانے والوں کو خیر و برکت کی دعا دے۔ اعشیٰ کہتا ہے

وصہباء طاف یہودیھا وابرزھا وعلیھا ختم

وقابلھا الریح فی دنھا وصلی علی دنھا وارتسم

صلی علی دنھا، خمر کے مٹکے پر صلوٰۃ بھیجی، یعنی دعا کی کہ شراب بگڑنے نہ پائے اور ذائقہ میں ترشی نہ آجائے۔

اسی اعشیٰ نے ایک اور قصیدہ میں ایک عورت سے خطاب کیا ہے :-

علیک مثل الذی صلیت فاغتمضی نوماً فان لجنب المرء مضطجعا

یعنی جیسی صلوٰۃ تو نے مجھ پر بھیجی ہے ویسی ہی صلوٰۃ تجھ پر بھی پہونچے، تو نے مجھے دعا دی، میں تجھے خیر و برکت کی دعا دیتا ہوں۔

استغفار صلوٰۃ کے ایک معنی استغفار کے بھی ہیں، ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے :-

قالت یا رسول اللہ اذا متنا صلی لنا عثمان بن مظعون حتی تاتینا فقال لها ان الموت اشد مما تقدرین یا سودہ

نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ہم مر گئے تو جب تک آپ نہ آئیں عثمان بن مظعون اس وقت تک ہم پر صلاۃ بھیجیں۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سودہ موت تمہارے اندازہ سے کہیں زیادہ سخت ہے۔

یہاں صلاۃ کے معنی استغفار کے ہیں، یعنی عثمان بن مظعون ہمارے لیے جناب الٰہی سے مغفرت و بخشایش طلب کرتے رہیں۔

ترحم | صلوٰۃ کے معنی ترحم کے بھی ہیں، کلام اللہ میں ہے: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ صلوٰۃ جب اللہ کی جانب سے ہو تو اس کے معنی رحمت کے ہونگے، فرشتوں کی صلاۃ دعا و استغفار ہے۔ و به سمیت الصلاۃ لما فیها من الدعاء والاستغفار۔ صلاۃ (نماز) کا نام صلاۃ اسی لیے پڑا کہ اس میں دعا و استغفار ہے۔

حسن ثنا | صلاۃ کے ایک معنی ثنا و ستایش کے بھی ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک بندوں کو بشارت دی ہے: اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ "یہ لوگ ہیں کہ ان کے پروردگار کی جناب سے ان پر صلوٰۃ اور رحمت ہوگی" صلوٰۃ ہوگی یعنی اللہ ان کی ثنا کرےگا۔

عبادت گاہ یہود | صلوٰۃ کے ایک معنی یہودیوں کی عبادتگاہ کے بھی ہیں، عبرانی زبان میں صلاۃ کو صلوتا کہتے ہیں عربی اور عبرانی میں اتنا فرق ہے کہ یہاں اگر صلاۃ کے معنی دعا کے ہیں تو وہاں صلوتا کے معنی محل دعا کے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ، یہاں صلوات کے معنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کے کنیسے بتائے ہیں۔

صلاۃ بالجمر | گوشت کو آگ میں ڈال دینے کو بھی صلاۃ کہتے ہیں جب کہ جلانا مقصود ہوتا ہے

الا یا اسلمی یا هند هند بنی بدر ::: تحیۃ من صلی فوادک بالجمر

صلاۃ الید | ہاتھ کو آگ سے گرم کرنا بھی صلاۃ ہے آتانا فلم نفرح بطلعۃ وجهه ::: طروقا و صلی کف اشعث ساغب

صلاۃ عصا | لکڑی کو آنچ دکھانا کہ گرم ہو کر سیدھی ہو جائے بھی صلاۃ ہے۔ قیس بن زہیر کہتا ہے

فلا تعجل بامرک و استدمه ::: فما صلی عصاہ کمستدیم

مصلیّ | جس طرح نمازی کو مصلی کہتے ہیں اسی طرح گھوڑ دوڑ میں جو گھوڑا دوسرے نمبر پر آئے وہ بھی مصلی ہے اور اول نمبر پر آنے والا سابق۔ امیر المومنین علی بن ابی طالب رض فرماتے ہیں: سبق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صلی ابوبکر و ثلث عمر و خبطتنا فتنۃ فما شاء اللہ۔ رسول اللہ سابق ہوئے، ابوبکر مصلی ہوئے، عمر نے تیسرے درجہ کی کامیابی حاصل کی، پھر فتنہ نے ہمکو درہم برہم کر دیا، اب جو اللہ چاہے۔